# 65689-اپنے شریک تجارت سے ماہانہ مقررہ نفع لینے پر متفق ہونا

## سوال

میں تجارت کرتا ہوں اور اپنے دوست سے اس بنیاد پر کچھ رقم لی ہے کہ وہ میرے ساتھ تجارت میں شریک ہوگا، اور میں ہر ماہ اسے مقررہ نفع دونگا یعنی اس میں کمی و بیشی نہیں ہوگی، کیا یہ سود تو نہیں ہے ؟

## پسندیدہ جواب

شراکت کی یہ قسم علماء کے ہاں مضاربت کے نام سے پہچانی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ : ایک شخص دوسرے کو تجارت کے لیے مال دے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع حسب اتفاق تقسیم کیا جائیگا، اور تجارت کرنے والے کو مضارب کا نام دیا جاتا ہے"

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ(116/8).

اور شراکت کی اس قسم کے جواز کے لیے شرط یہ ہے کہ نفع معلوم تناسب کے ساتھ تقسیم کیا جائے، مثلا نصف، یا ایک تہائی وغیرہ.

اور یہ جائز نہیں کہ یہ نسبت راس المال میں سے معلوم ہو، مثلا اگر کوئی شخص آپ سے کچھ رقم تجارت کرنے کے لیے لیتا ہے اور اس پر متفق ہوا کہ وہ مثلا آپ کو ہر ماہ راس المال میں سے دس فیصد دے گا کہ یہ نفع ہے، تو یہ جائز نہیں.

اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ منافع کی مقدار رقم میں معلوم ہو مثلا ہر برس یا ہر ماہ ایک ہزار، بلکہ واجب اور ضروری تو یہ ہے کہ منافع میں سے نسبت اس حساب کے مطابق دی جائے جس پر ان کا اتفاق ہوا ہو.

اور اگر وہ رقم کے مالک کے لیے معلوم مقدار میں روپے مقرر کرنے کی شرط رکھتا ہے، یا راس المال میں سے معلوم تناسب کی شرط تو شراکت کا یہ معاہدہ باطل اور حرام ہوگا.

اس سب پر علماء کرام متفق ہیں، اور ان میں کسی بھی قسم کا کوئی اختلاف نہیں، الحمد للہ.

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اہل علم اس پر جمع ہیں کہ کام کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ مال کے مالک کو نفع میں سے تیسرا حصہ، یا نفع کا نصف یا جس پر ان دونوں کا اتفاق ہو دینے کی شرط رکھے، اس کے بعد کے وہ اجزاء میں سے ایک جزء ہو" انتہی.

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (138/7).

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی "المغنی" میں رقمطراز ہیں :

"جب بھی شراکت داروں میں سے کسی ایک نے معلوم رقم مقرر کی یا اپنے حصہ کے ساتھ رقم بنائی، مثلا وہ اپنے لیے شرط رکھے کہ ایک جزء اور دس درہم تو یہ شراکت باطل ہو جائیگی.

ابن منذر کا کہنا ہے : اہل علم میں سے جس سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ جب مضاربت کے شراکت داروں میں سے کوئی ایک یا دونوں اپنے لیے معلوم دراہم کی شرط رکھیں تو یہ مضاربت باطل ہوگی، اور جس سے ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، اور ابو ثور اور اصحاب الرائی ہیں ...

یہ دو معنوں کی بنا پر صحیح نہیں : پہلا یہ کہ :

جب وہ معلوم درہم مقرر کریگا تو اس کا احتمال ہے کہ دوسرے شریک کو نفع حاصل نہ ہو، اور سارا نفع وہ خود ہی حاصل کر لے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسے نفع ہی نہ ہو اور وہ راس المال سے مقرر کردہ درہم لے لے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہت زیادہ نفع ہو تو جس نے مقررہ درہم کی شرط رکھی ہے اسے نقصان اٹھانا پڑے۔

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ :

عامل یعنی کام کرنے والا کا حصہ مقدار میں معلوم ہونا مشکل ہے تو پھر اجزاء میں معلوم ہونا ضروری ہے، اور جب اجزاء ہی معلوم نہ ہوں تو پھر شراکت فاسد ہو جائیگی" انتہی۔

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (146/7).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر مضاربت ( شراکت کی ایک قسم ) میں مال والے نے معین دراہم کی شرط رکھی تو بالاتفاق یہ جائز نہیں ہے؛ کیونکہ معاملہ عدل و انصاف پر مبنی ہے، اور یہ معاملہ مشارکت کی جنس سے ہے، اور مشارکت اس وقت ہوتی ہے جب ہر شریک کا حصہ معلوم ہو مثلا تیسرا حصہ، یا نصف، تو اگر کسی ایک کے لیے کچھ مقرر کر دیا جائے تو یہ عدل و انصاف نہیں ہے؛ بلکہ یہ ظلم و ستم ہوگا" انتہی۔

دیکھیں : مجموع الفتاوی الکبری (83/28).

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ایک شخص نے دوسرے کو تجارت کرنے کے لیے کچھ رقم دی، اور ان کا اتفاق ہوا کہ وہ راس المال میں سے تین فیصد کے حساب سے ہر ماہ نفع دیا کریگا کیا یہ جائز ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا :

"آپ کا تاجر کو تجارت میں لگانے کے لیے مال دینا، اور اس کا آپ کو اس رقم میں سے تین فیصد کے حساب سے نفع دینا جائز نہیں، کیونکہ یہ مضمون نفع میں سے ہے" انتہی۔

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (318/14).

اور کمیٹی سے یہ سوال بھی کیا گیا :

ایک کمپنی لوگوں سے تجارت کرنے کے لیے رقم لیتی ہے اور انہیں راس المال میں سے تیس فیصد (30%) کے حساب سے سالانہ دیتی ہے اور یہ دعوی کرتی ہے کہ اسے سو فیصد نفع حاصل ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا :

"اگر تو مذکورہ کمپنی اپنے شراکت دار کو محدود اور مضمون نفع دیتی ہے، یعنی اس میں نقصان نہیں ہوتا، تو یہ لین دین جائز نہیں، اس لیے کہ یہ سود ہے، اور مباح اور جائز لین دین یہ ہے کہ ہر شریک کا ایک حصہ معلوم ہو مثلا چوتھا حصہ، یا پھر دسواں حصہ، اور وہ حاصل کردہ کے حساب وکتاب کے مطابق کم اور زیادہ ہوتا رہے" انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (321/14).

واللہ اعلم.